حج اور تزکیۂ نفس

پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی پاکیزگی، ان کے نفس کے تزکیہ اور ان کے دلوں کی تطہیر کے لیے قرآن پاک نازل کیا، رسولؐ بھیجے اور ایسے احکام سے نوازا جو جسمانی اور ذہنی پاکیزگی کے ساتھ دلوں کو منور کرتے ہیں۔ خاص طور پر اللہ رب العزۃ نے عبادت کا ایسا نظام عطا کیا ہے جو انسانوں کو ہمہ جہت پاکیزگی کا شعور اور سلیقہ بخشتا ہے۔ انسان کی کامیابی کا راز نفس کے تزکیہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكّٰى. وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى[۱] (وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی)

اسلامی عبادات کی روح نفس کا تزکیہ ہے۔ ارکان اور مناسک کے اندر تزکیہ کی قوت رکھی گئی ہے، نماز اور روزہ بھی تزکیہ نفس کا ذریعہ ہیں اور زکوٰۃ و جہاد بھی تزکیہ کا ذریعہ ہیں اور حج وعمرہ بھی تزکیہ نفس کا ذریعہ ہیں۔ یہ عبادتیں اللہ کی خوشنودی بھی عطا کرتی ہیں اور انسانی قلوب کو اللہ سے وابستہ بھی کردیتی ہیں۔

عام انسانوں کی تربیت وتزکیہ کے لیے اللہ نے نماز اور روزہ کو لازم قرار دیا، کیونکہ یہ بدنی عبادت ہے۔ اس میں مال و زر کے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، مگر مالدار لوگوں پر اللہ نے دو مزید عبادتیں فرض کی ہیں، یعنی زکوٰۃ اور حج۔ تاکہ مال و دولت کی وجہ سے ان کے نفس پر جو جالے لگ جاتے ہیں ان کو صاف کیا جائے اور ان کے قلوب کا تزکیہ کیا جائے۔ یوں تو ہر انسان تزکیہ نفس کا محتاج ہے خواہ امیر ہو یا غریب مگر وہ شخص زیادہ تزکیہ کا محتاج ہے جس کے کعبۂ دل میں مال و دولت نے جگہ بنالی ہو، جسے مال و دولت کی وجہ سے عزت اور شہرت حاصل ہو۔

ان عبادات میں حج ایسی عبادت ہے جس میں روح نماز بھی ہے اور جوہر انفاق بھی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حج ان مالدار مسلمانوں پر فرض کیا ہے جو خانہ کعبہ تک جانے آنے اور وہاں قیام و قربانی کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً"[۲] یعنی لوگوں پر اللہ کے لیے خانہ کعبہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی

حیثیت واستطاعت رکھتے ہوں۔ کامیاب حاجی وہی ہے جو حج کو نفس کے تزکیہ کا ذریعہ بنائے اور ناکام حاجی وہ ہے جو حج تو کرلے مگر اپنے نفس کی غلامی میں مبتلا رہے۔ چنانچہ عازمین حج کے لیے پہلی ہدایت یہ ہے کہ سفر حج سے پہلے وہ لوگوں کے حقوق ادا کردیں۔ اخلاص نیت کے ساتھ گناہوں سے توبہ کریں، روزمرہ کے لباس اتار دیں اور احرام پہن لیں۔ یعنی ہر طرح کے گناہوں سے پاک ہوکر اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کریں۔ حج کے ارکان اور مناسک اس طرح ادا کریں جس طرح اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے اور ان کے قلب کی حالت ویسی ہو جیسا مطالبہ شریعت نے کیا ہے۔ وہ اپنی عادت اور اپنی مرضی بھول جائیں اور اللہ کا حکم اور اس کے تقاضے یاد رکھیں۔

حج کا پہلا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل اور دماغ سے کفر و شرک اور الحاد کے تمام وسوسے ختم کردے اور ایک خدائے ذوالجلال کی یاد کو اپنا رہنما اور منزل بنالے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کو آباد کرتے وقت اللہ نے کفر و شرک سے محفوظ رہنے کی تاکید کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئاً وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ [۳]

(اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ میں ٹھکانہ دیا اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو قیام، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھنا۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ صرف اس حکم کی من وعن تعمیل کی، اپنے دل کو بھی پاک رکھا اور خدا کے گھر کو بھی، بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی روح توحید سے سرشار رکھنے کی خدائے پاک سے التجا کی۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـذَا الْبَلَدَ آمِناً وَّاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ ط رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ [۴]

(اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے دعا مانگی کہ اے میرے رب اس شہر مکہ کو پرامن بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچادے، میرے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے، تو جو کوئی بھی میرا اتباع کرے وہ میری جماعت سے ہے اور جو میری نافرمانی کے تو اس کے لیے تو غفور و رحیم ہے۔)

تمام عازمین حج وعمرہ پر لازم ہے کہ قافلہ ابراہیمیؑ میں شامل ہونے سے پہلے اپنے دل کو

شرک و کفر اور اس کے اثرات سے پاک وصاف کریں۔ حج کی یہ پہلی تعلیم ہے اور عشق کی پہلی منزل ہے۔ جس دل میں اللہ کی یاد بسائی جائے اس دل سے غیر اللہ کی یاد مٹائی جائے۔ اس طرح حج کا تلبیہ معنی خیز اور حاجی کا سفر رستاخیز بن جاتا ہے۔ جب وہ کہے "اللّٰھم لبّیک لاشریک لک لبّیک انّ الحمد والنّعمة لک والملک " (اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بے شک ساری تعریف او رنعمت وحکومت تیرے لیے ہے، میں حاضر ہوں)، تو اس تلبیہ کی گواہی اس کا دل دماغ اور پورا وجود دے اور وہ مستانہ وار پکارے۔

دلوں کی تاریکیوں کو مٹا کر ہمارے سینوں میں نور بھردے
یقیں سے کھوکھلے ہیں نعرے، ہماری تکبیروں میں روح بھردے

حج کا دوسرا تقاضہ اللہ کا خوف، اللہ کی خشیت، اللہ کی محبت اور اللہ کی طرف انابت ہے۔ سیاہ غلاف میں ڈھکا ہوا کعبہ اور اس کے اندر چھپی ہوئی عشق الٰہی کی چنگاری عازمین حج کے دلوں کو سلگاتی ہے، حاجی عشق کی اس دھیمی آنچ میں اپنے وجود کو دہکاتا ہے، یہ آتش نفسی لمحہ بہ لمحہ فروزاں ہوتی ہے۔ گناہوں کے زنگ کو جلاتی ہے اور نیکیوں کے رنگ کو جلا بخشتی ہے۔ خدا کا گھر حاجیوں کو مسلسل یہ پیغام دیتا ہے۔

آتش نفسی اور بڑھا کہ ہیں وہ خام
دل جن کے نہیں سوختۂ شعلۂ ادراک

حج ایک ایسی عبادت ہے، جو دل فگاری اور اشک باری کے عالم میں ادا ہوتی ہے، دل شکستگی اور جاں سوزی کی کیفیت سے حاجی کو بار بار گذرنا پڑتا ہے، اسی کیفیت کو دیکھنے کے لیے اللہ رب العزۃ اپنے بندوں کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا ہے اور اعلان کرتا ہے۔

وَأَذِّن فِیْ النَّاسِ بِالْحَجِّ یَأْتُوکَ رِجَالاً وَعَلَی کُلِّ ضَامِرٍ یَأْتِیْنَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ [5]

(اور لوگوں کو حج کے لیے اذن عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس گھر کا تعارف دو حوالوں سے کرایا ہے فیه آیات بیّنت مّقام ابراهیم۔ [6] ایک تو یہ کہ اس گھر میں توحید کی واضح نشانیاں ہیں اور دوسرے یہ کہ یہاں مقام ابراہیمؑ ہے۔ توحید کی جلوہ گری کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کا حوالہ دراصل حاجی کو نمونہ اور ماڈل کے بطور دیا

گیا ہے، تاکہ حاجی عشق و محبت اور خوف و خشیت کی وہی کیفیت اپنے اندر پیدا کرے جو حضرت ابراہیمؑ میں تھی۔ جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں اپنی آل و اولاد کو اللہ کی یاد کے لیے لاکر چھوڑ دیا تھا اور بے قراری اور آہ وزاری کے ساتھ اللہ کو پکارا تھا، اس کی کسک حاجی اپنے دل میں محسوس کرے اور اس کا دل ٹوٹ پھوٹ کر خانۂ خدا میں بکھر جائے۔

اے کاش محبت میں ایسا بھی مقام آئے
دل ٹوٹ کے کعبہ کی راہوں میں بکھر جائے

حاجی جہاں سجدے کرتا ہے وہاں حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے سر جھکے ہیں۔ جہاں حاجی طواف کرتا ہے وہاں حضرت خلیلؑ اللہ اور ذبیح اللہ کے قدم نے نقش چھوڑا ہے، جہاں وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے وہاں اللہ کے برگزیدہ نبیوں نے اپنے خدا کو پکارا ہے اور خاص طور پر اس آخری نبی محمدؐ عربی نے رنج محن اٹھایا ہے۔ جن کی بعثت کی دعا خود حضرت ابراہیمؑ نے مانگی تھی۔ حاجی کو جب یہ شعور ہوجائے کہ وہ ان مقامات سے گذر رہا ہے جہاں پاک نفوس انبیاء علیہم السلام کے قدم پڑے ہیں تو اس کے سفر حج میں سرشاری کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو ان روحانی اور برگزیدہ ہستیوں کا ہمسفر بنالیتا ہے جن کی منزل خدا کی معرفت اور اس کی رضا ہے۔

حج کا تیسرا تقاضہ عاجزی اور فروتنی ہے، کبر و غرور سے اجتناب اور خود نمائی سے پرہیز کرنا ہے۔ یہ عاجزی نماز سے بھی حاصل ہوتی ہے مگر حج سے بدرجہ اتم حاصل ہوتی ہے۔ نماز کی صحت کے لیے جسم کے ساتھ لباس کی پاکیزگی کی شرط رکھی گئی ہے، مگر حج کے لیے شریعت نے لباس کی پاکیزگی کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کی تبدیلی کو ضروری قرار دیا ہے، اسی لیے حاجی اپنے پسندیدہ لباس اتار دیتا ہے اور احرام کے نام پر دو کھلی ہوئی چادریں استعمال کرتا ہے تاکہ کوئی اپنے لباس پہ نہ ناز کرے اور نہ اس کے ذریعہ پہچانا جائے۔ پھر تکمیل حج کے بعد اس کے سر کا بال بھی کٹادیا جاتا ہے تاکہ حاجی کے دل سے خود فریفتگی کا جنون نکل جائے۔ وہ دوسرے انسان کو خود سے کم تر نہ سمجھے بلکہ بہتر سمجھے۔ دوسروں کی نیکیوں اور اپنے عیبوں پر اس کی نظر ہو۔ اور وہ ایک عام بلکہ عاجز انسان بن کر خدا کے گھر سے واپس آئے۔ رسول کریم ﷺ نے تین چیزوں کو مہلک فرمایا ہے: (۱) خواہشات نفس کی پیروی (۲) بخل کی اطاعت (۳) آدمی کا خود اپنے اوپر فریفتہ ہونا اور یہ چیز ان تینوں میں سب سے زیادہ سخت ہے۔ حج انسان کے امتیاز وغرور کے سارے جراثیم نکال دیتا ہے اور اسے روحانی صحت عطا کرتا ہے۔

حج کا چوتھا تقاضہ صبر اور شکیبائی ہے۔ حج اجتماعی عبادت ہے، اس میں حاجیوں کا ہجوم ہوتا ہے، کثرت ازدہام کی وجہ سے ایک دوسرے کو نادانستہ تکلیف ہوجاتی ہے، خاص طور پر طواف اور سعی میں تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ حاجیوں پر لازم ہے کہ وہ دانستہ دوسروں کو تکلیف نہ پہونچائیں اور اگر خود وہ کسی تکلیف سے گذریں تو صبر اور درگذر سے کام لیں۔ کسی طرح کے بدلہ اور انتقام کے خیال سے دل کو پاک کرلیں، وہ یہ سمجھیں کہ یہ بھی حج کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ”إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ“ ۷ (صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر سے نوازا جائے گا)۔ خوش نصیب حاجی جن کو جنت کی خوش خبری دی گئی ہے وہ ہیں جو اذیتوں پر صبر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ. الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلوٰةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ“ ۸ (اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنادو، وہ لوگ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرزجائیں اور جب ان پر مصیبت آئے تو وہ صبر کریں، اور نماز قائم کرنے والے اور ہمارے رزق سے خرچ کرنے والے ہیں۔

حج کا پانچواں تقاضہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی عزت و احترام ہے، اللہ ایک نور ہے، اس کی کوئی سمت نہیں، اس کا کوئی مکان نہیں، مگر اس نے اپنی علامتوں اور اپنے شعائر کو حوالہ بنایا ہے، ان کے ذریعہ بندہ خدا تک پہونچ سکتا ہے، ان علامتوں کی تعظیم اور اکرام دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ“ ۹ اور جو کوئی اللہ کے شعائر کا احترام کرے تو وہ دل کے تقوی کی بات ہے۔

حجر اسود ایک کالا پتھر ہے، نہ نفع کا مالک ہے، نہ نقصان کی قدرت رکھتا ہے، مگر اس کو حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام جیسے جلیل القدر نبیوں سے نسبت حاصل ہے جس کی بنا پر تو اس کو بوسہ دینا طواف کعبہ کا نقطۂ آغاز بن گیا۔ صفا اور مروہ دو چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں، جیسے دنیا کے اور پہاڑ اور پہاڑیاں۔ ان کے درمیان وادی ہے، جیسے دنیا کی اور وادیاں، مگر ان دونوں پہاڑوں کو نسبت حضرت ہاجرہ (س) کی سعی اور حضرت اسماعیلؑ کی زندگی سے ہے، تو صفا اور مروہ کی سعی کو حج کا حصہ بنادیا گیا۔ خانہ کعبہ خود اینٹ و پتھر کی چھوٹی سی عمارت ہے مگر وہ اللہ کی عبادت کا پہلا گھر ہے اور حضرت ابراہیمؑ کی یادگار ہے، اس لیے اسے کعبۃ اللہ کا مقام ملا اور قبلہ عالم بنادیا گیا۔ اس کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے، وہاں ٹھہرنا بھی عبادت ہے اور اس کے غلاف کو چھونا بھی سعادت ہے۔

جب انسان کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کے گھر اور درو دیوار سے بھی محبت ہوتی ہے، انسان اس کے گرد گھومتا ہے، اسے چومتا ہے اور دل بے قرار کو تسلی دیتا ہے۔ شعائر اللہ کا احترام انسان کو یہ سلیقہ عطا کرتا ہے کہ وہ جہاں بھی رہے، اللہ کے نام کی عزت کرے، اس کی علامتوں کی عزت کرے، اس کے حوالہ کی عزت کرے، اس کی نسبتوں کی عزت کرے۔ اللہ کی علامتوں کی عزت کرنا بندوں کو اللہ رب العزۃ کے قریب کر دیتا ہے، جب انسان اللہ کے حوالوں کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے تو اسے اللہ اپنے گھر میں جگہ دیتا ہے۔

حج کا چھٹا تقاضہ نگاہ کی حفاظت اور خواہشات پر قابو کرنا ہے، عازمین حج وعمرہ میں مرد و عورت سبھی ہوتے ہیں، مناسک حج سب لوگ ساتھ ادا کرتے ہیں اورطواف میں تو مرد و زن کا اختلاط ناگزیر سا ہوگیا ہے۔ حاجی کو چاہیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھے یا شعائر اللہ پر مرتکز کرے۔ نامحرم عورتوں پر اس کی نظر پڑے تو دوبارہ اسے دیکھنے کی کوشش نہ کرے، اگر اس کے دل میں وسوسے آئیں تو استغفار اور توبہ کرے اور اپنے حج وعمرہ کے پاکیزہ عمل کو کھوٹا ہونے سے بچائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُواْ مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّهُ وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُوْلِي الأَلْبَابِ۔[10]

(حج کے مہینے معلوم ہیں، جس شخص پران مہینوں کا حج فرض ہو وہ حج کے دوران شہوانی فعل، برے کام اور جھگڑا نہ کرے اور جو نیک کام تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے، اور توشہ سفر ساتھ لے جاؤ اور سب سے اچھا توشہ سفر پرہیزگاری ہے۔)

مشہور تابعی مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا، ایک خاتون کو دیکھا کہ وہ اپنے رب کو مخاطب کرکے کہہ رہی ہے، تیری رحمت کی آس لگائے میں بہت دور سے آئی ہوں، تو اپنی رحمت سے مجھے نواز دے تاکہ میں تیرے سوا اوروں سے بے نیاز ہوجاؤں۔ یا معروفا بالمعروف! ہمارے ساتھ ایوب السختیانی (مشہور بزرگ) تھے، ہم نے اس خاتون کو سلام کیا اور ان کا گھر پوچھا، ایوب نے اس سے کہا، اللہ تم پر رحم کرے، کوئی بھلائی کی بات کہو، وہ کہنے لگی میں کیا کہوں، میں تو اپنے دل اور اپنی خواہش کا شکوہ اللہ سے کرتی ہوں جس نے مجھے اپنے رب کی عبادت سے غافل کررکھا ہے۔ میں اپنا صحیفہ عمل لپیٹنے کی جلدی میں ہوں۔ ایوب کہتے ہیں کہ میں نے کبھی

اجنبی عورت سے بات نہیں کی تھی (یہ پہلا موقع ہے) میں نے اس سے کہا کہ تم کسی ایسے آدمی سے نکاح کیوں نہیں کرلیتی جو عبادت گذاری میں تمہاری مدد کرے۔ کہنے لگی کہ اگر مالک بن دینار اور ایوب سختیانی ہوتے تو میں سوچتی۔ میں نے کہا کہ میں مالک بن دینار ہوں اور یہ ایوب سختیانی ہیں، یہ سن کر اس نے کہا اُف! میں نے سمجھا تھا کہ آپ لوگ عورتوں سے بات کرنے کے بجائے اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں گے۔ یہ کہہ کر وہ اپنی نماز میں محو ہوگئی۔ ہم لوگوں نے اس خاتون کا نام معلوم کیا تو وہ ملیکہ بنت المنکدر تھی۔ [۱۱]

حاصل واقعہ ہے کہ خانہ خدا میں بندگان خدا کو صرف اور صرف خدا کی عبادت اور ذکر وفکر میں مشغول رہنا چاہیے اور اسی میں انہماک پیدا کرنا چاہیے۔

حج کا ساتواں تقاضہ یہ ہے کہ حاجی دوسروں کے مال و متاع پر ہاتھ صاف نہ کرے، اگر کسی کی کوئی چیز پڑی ہے تو اسے نہ اٹھائے اور اگر اٹھائے تو اسے اس دفتر میں جمع کردے جو حاجیوں کی گم شدہ چیزوں کو جمع کرنے اور اصل مالک تک پہونچانے کا اہتمام کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں خصوصیت کے ساتھ تاکید فرمائی تھی کہ: ''الا ان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا'' [۱۲]

(آگاہ رہو کہ تم لوگوں کی جان اور مال اور عزت ایک دوسرے کے لیے اسی طرح محترم ہیں جس طرح سے آج کا دن اس مہینہ اور اس شہر میں محترم ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے استغنا، کفاف اور قناعت کو مردمومن کا جوہر بنایا ہے۔ حج میں یہ جوہر اور صیقل ہوتا ہے۔ حاجی جب دوسرے کے مال پر غلط نظر ڈالتا ہے تو قناعت کا جوہر فنا ہوجاتا ہے۔ اس کا دل خدا کے احکام کے بجائے نفس کی خواہشات کا غلام بن جاتا ہے اور حج کے برکات اوراثرات سے محروم ہوجاتا ہے۔

حج کا آٹھواں تقاضا یہ ہے کہ انسان کے اندر اللہ کے آگے خود سپردگی اور مکمل تسلیم و رضا کی کیفیت پیدا ہوجائے۔ اللہ کے ہر حکم کو بجالانے کا جذبہ پیدا ہو، ہر پکار پر لبیک کہنے کا ولولہ ہو، ہر مطالبہ کو پورا کرنے کا داعیہ ہو، اور اپنی بہتر سے بہتر شے کو خدا کی راہ میں قربان کردینے کا حوصلہ ہو۔ حاجی قربانی کرتا ہے، وہ ایک علامت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے پیش کردیا تھا، منہ کے بل لٹادیا تھا اور امتحان پورا کردیا تھا، تو اللہ نے ان کے ہاتھ روک لیے۔ ان کو صداقت کا سرٹیفکٹ دیا اور جانور کی قربانی کو فدیہ بنادیا۔ قربانی کی اصل روح اللہ

کے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کردینا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ۔ [۱۳]

یعنی ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا طریقہ رکھا ہے تاکہ اللہ نے مویشی کے ذریعہ جو رزق دیا ہے اس پر اللہ کا نام لیں، تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اسی کی کامل اطاعت کرو اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری دو۔ جانور کو ذبح کرکے انسان یہ نہ سمجھے کہ اس نے قربانی کا حق ادا کردیا، بلکہ اللہ کے حکم پر تن من دھن قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہوجائے تو سمجھے کہ اس کی قربانی قبول ہوگئی، ورنہ یہ سمجھے کہ جانور نے تو اللہ کے حکم پر گردن کٹادی مگر انسان کے اندر چھپے ہوئے جانور کی قربانی نہ ہوسکی۔

حج کا نواں تقاضا یہ ہے کہ انسان کو صرف خدا سے لو لگانی چاہیے اور صرف اسی سے مانگنا چاہیے۔ دین و دنیا کی تمام ضرورتیں اسی کے سامنے رکھنی چاہیے۔ اسی پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے اور اسی کی رحمت سے آس لگانی چاہیے۔ بہت سے لوگ خانہ کعبہ میں جاتے ہیں مگر انسانوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اللہ کے گھر میں غیر اللہ سے مانگنا بے غیرتی کی بات ہے۔ اضطرار اور مجبوری میں تو ایسا کیا جاسکتا ہے، مگر معمولا ایسا کرنا نہیں چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ [۱۴]

(اور تمہارے رب نے کہا کہ صرف مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے استکبار کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے)

اللہ سے مانگنا عبادت اور بندگی ہے، غیر اللہ سے مانگنا رسوائی اور شرمندگی ہے ۔ بقول لسان العصر اکبر الہ آبادی ؎

خدا سے مانگ اگر مانگنا ہے اے اکبر
یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی

حج کا دسواں تقاضا یہ ہے کہ حاجی نے دوران حج جس کثرت سے اللہ کی عبادت کی ہے، اپنے دل کو اللہ کی یاد سے جس طرح آباد کیا ہے، اسے سہانے خواب کی طرح بھلا نہ دے، بلکہ اسے ایک روحانی سبق سمجھے اور ہمیشہ اسے دوہراتا رہے، روز و شب کے مشغلہ میں الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ

اللہ کے ذکر سے زندگی اور تابندگی حاصل کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْراً - ۱۵

(پھر جب تم مناسک حج پورے کرچکو تو اللہ کو یاد کرو جیسے تم اپنے آباء و اجداد کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو)

جو حاجی حج کرکے آئے اور ذکر الٰہی سے غافل ہوجائے، وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی عمدہ غذا کھائے اور اس سے کوئی قوت اور توانائی نہ حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حج مبرور کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

حوالے:

۱۔ سورۂ اعلیٰ، آیت ۱۴-۱۵

۲۔ سورۂ آل عمران، آیت ۹۷

۳۔ سورۂ حج، آیت ۲۶

۴۔ سورۂ ابراہیم، آیت ۳۵، ۳۶

۵۔ سورۂ حج، آیت ۲۷

۶۔ سورۂ آل عمران، آیت ۹۷

۷۔ سورۂ زمر، آیت ۱۰

۸۔ سورۂ حج، آیت ۳۴، ۳۵

۹۔ سورۂ حج، آیت ۳۲

۱۰۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۹۷

۱۱۔ صفۃ الصفوہ، ۲ / ۱۱۳

۱۲۔ بخاری، کتاب العلم

۱۳۔ سورۂ حج، آیت ۳۴

۱۴۔ سورۂ المومن، آیت ۶۰

۱۵۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۰۰